پہیلی

جگدیش جوشی

ترجمہ
شمس اقبال

نہرو بال پستکالیہ

پہیلی

تحریر، مصوّری

جگدیش جوشی

ترجمہ

شمس اقبال

نیشنل بک ٹرسٹ، انڈیا
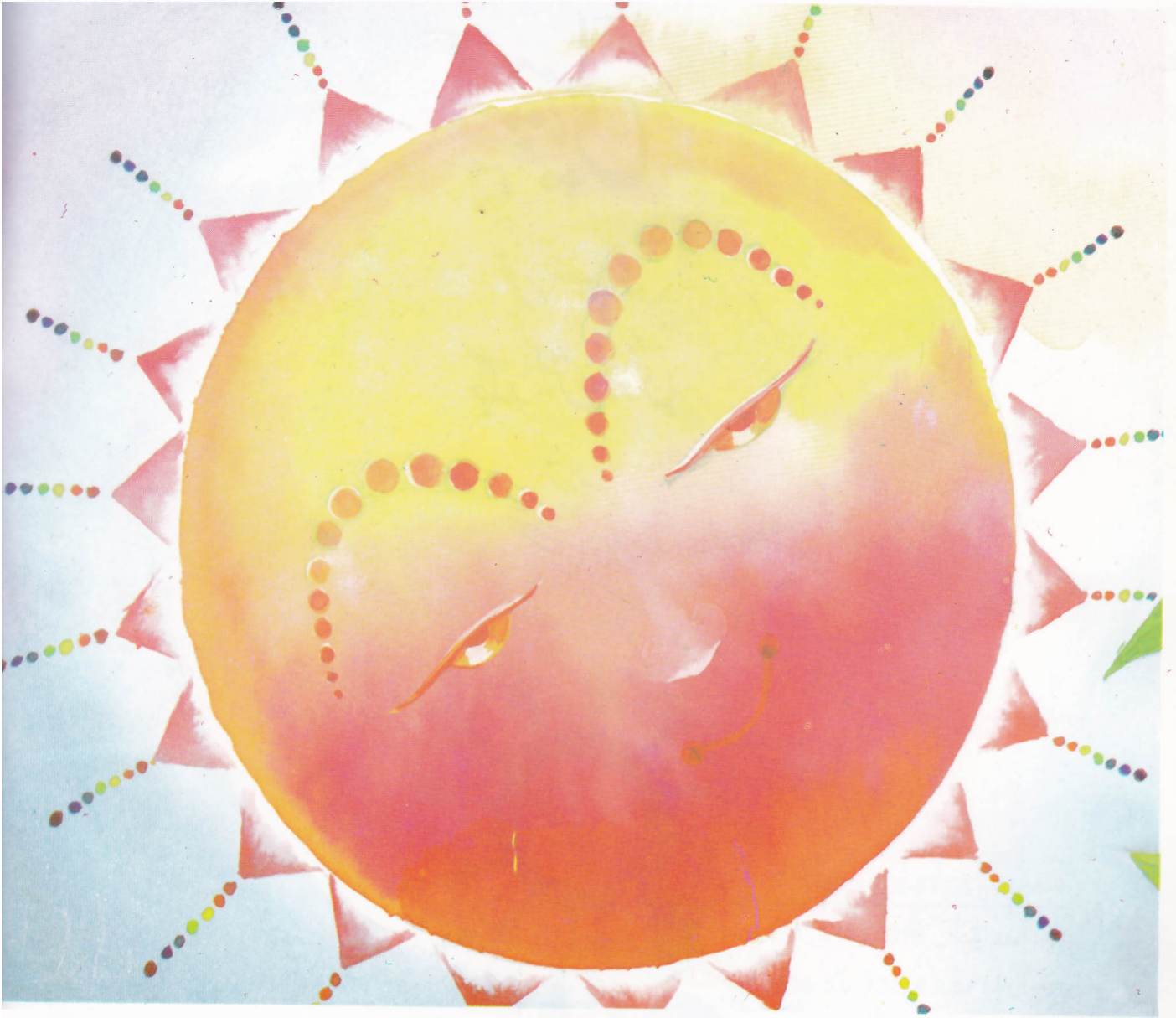
مُنیا کو اُگتا ہوا سورج بہت اچھا لگتا ہے۔ لیکن مُنیا کے لئے وہ ایک پہیلی بنا ہوا ہے۔ ''سورج ہر روز مشرق جانب سے اُگتا ہے اور شام میں مغرب جانب ڈوبتا ہے... لیکن دوسرے دن صبح وہ پھر

سے مشرق جانب سے کیسے اُگ جاتا ہے؟ کبھی وہ بے حد گرم ہوتا ہے تو کبھی بہت سہانا ۔ یہ بھلا
کیسے ہوتا ہے؟'' مُنیا سوچتی ۔

مُنیا اپنے ساتھیوں سے سورج کے بارے میں بار بار جاننا چاہتی۔ لیکن چڑیاں چیں چیں کرتی ہوئی ایک ڈال سے دوسری ڈال پر اچھل کود کرتی رہتی۔ کسی کو بھی مُنیا کی بات پر دھیان دینے کی فرصت نہیں تھی۔

پھر ایک دن مُنیا اس پہیلی کو سلجھانے کے لئے اپنے آپ نکل پڑی۔

راستے میں مُنیا نے ایک بڑے جھیل میں ہنس کو تیرتے ہوئے دیکھا۔ مُنیا بانس کے ٹُھونٹ پر بیٹھتے

ہوئے بولی، ''ہنس ماما، بڑے خوش نظر آرہے ہو!'' ہنس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا، ''مُنیا تم بڑی بھولی ہو دیکھتی نہیں، صبح کی دھوپ میں کمل کے پھولوں میں کیسی بہار آگئی ہے۔ ان کھلے ہوئے کملوں کو دیکھ کر کسے خوشی نہیں ہوگی!''

مُنیا یہ جان کر حیران رہ گئی کہ دھوپ اتنی اچھی ہوتی ہے۔ وہ یہ بھی سمجھ گئی کہ سورج نکلتے ہی پھول کھلنے لگتے ہیں۔ مُنیا آگے اُڑ چلی۔

راستے میں مُنیا کو کبوتر ملا۔ مُنیا نے کبوتر سے سورج کے بارے میں جانکاری چاہی، کبوتر نے بڑے

نرم انداز سے کہا، ''مُنیا، تم تو جانتی ہو کہ میرا گھر اسکول میں ہے۔ ایک دن ماسٹر جی ایک گولے کو گھما گھما کر بتا رہے تھے کہ ہماری زمین بھی گولے کی طرح گول ہے۔ وہ بھی ایک جانب سے دوسرے جانب کی طرف اپنی محور پر لٹّو کی طرح گھومتی رہتی ہے۔ اسی لئے سورج کی طرف والے حصے میں

روشنی، یعنی دن ہوتا ہے اور دوسری طرف اندھیرا، یعنی رات اسی طرح دن اور رات بنتے ہیں۔ اسی لئے جب ہندوستان میں دن ہوتا ہے، زمین کی دوسری طرف امریکہ میں رات۔''

مُنیا اور آگے اڑی۔ کبری گائے کھیت میں کھڑی چر رہی تھی۔ مُنیا نے گائے کے سامنے اپنا سوال
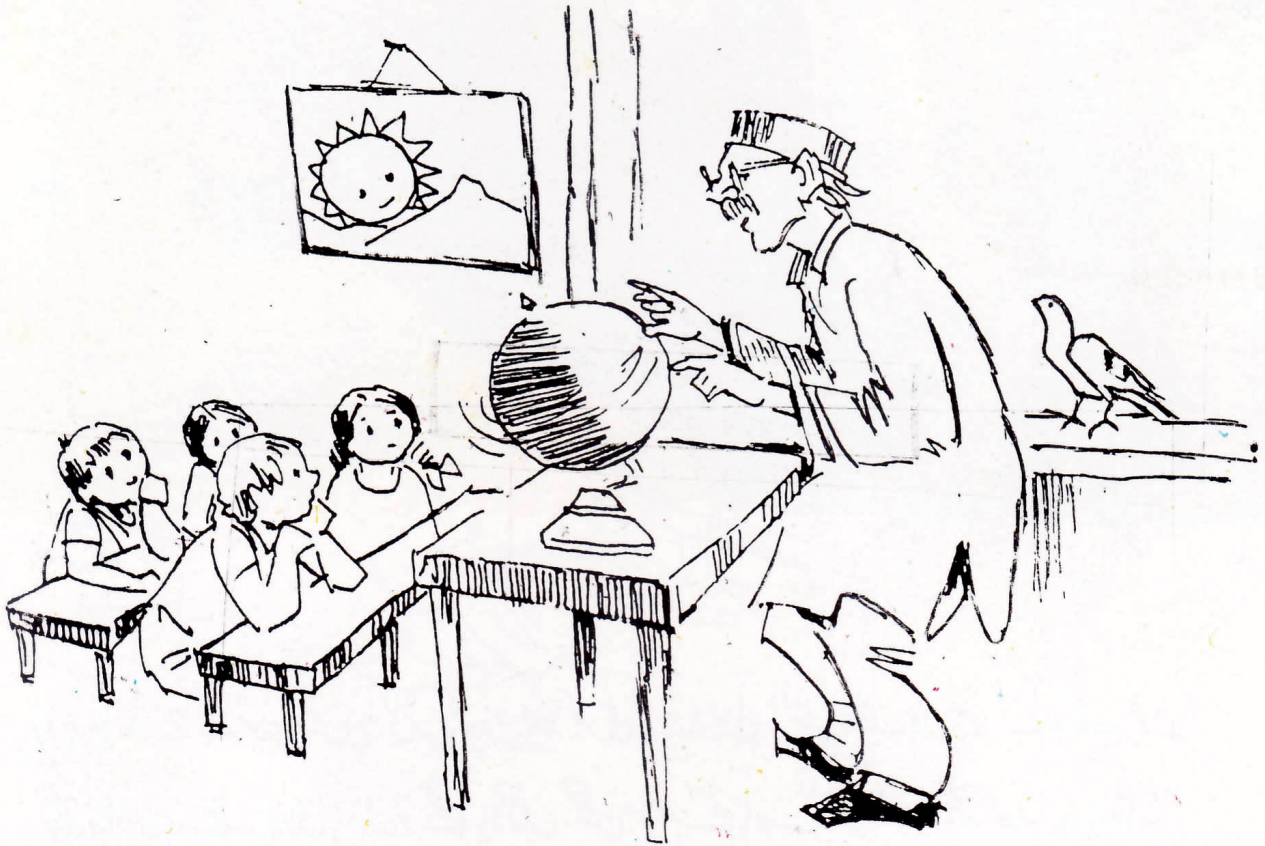
دوہرایا گائے کچھ سوچ میں پڑ گئی۔ کچھ دیر بعد کجری گائے بولی، ''مُنیا، ایک دن میرے مالک بچوں کو
کچھ بتا رہے تھے۔ پوری باتیں تو مجھے یاد نہیں، لیکن موسم کے بارے میں ضرور کچھ سمجھ میں آیا تھا۔''
کجری یاد کرتے ہوئے بولی، ''ہماری زمین اپنی محور پر گھومتی ہوئی سورج کے چکر بھی لگاتی ہے،

زمین کا وہ حصہ جہاں سورج کی کرن سیدھے پڑتی ہے، گرم ہوتا ہے۔ لیکن زمین کا دوسرا حصہ، جہاں پر سورج کی شعاع ٹیڑھی پڑتی ہے، وہاں موسم ٹھنڈا ہوتا ہے۔''

''کیا اس کا ہمارے اوپر بھی اثر ہوتا ہے؟'' مُنیا نے پوچھا۔

''ہاں، تبھی تو الگ الگ موسم ہوتے ہیں۔'' کجری نے کہا۔

''گرمی کے موسم میں بہت گرمی ہوتی ہے۔ دوپہر کو تو باہر نکلنا بھی

مشکل ہو جاتا ہے۔ سورج کی چمک آنکھوں کو چکا چوندھ کر دیتی ہے۔ ہر کوئی چھایا کی تلاش میں رہتا ہے۔ تم نے گرمی سے بچنے کے لئے بھینسوں کو تالابوں میں بیٹھے دیکھا ہی ہوگا۔

"پھر آتی ہے برسات۔ کالے کالے بادل اور رم جھم بارش اور

شروع ہو جاتا ہے بادلوں کے ساتھ سورج کا لُوکا چُھپی کا کھیل

ڑھکوں کی ٹرٹر اور جھنگوروں کے گیت ۔ سوکھے میدان گھاس

ہرجاتے ہیں ۔ بچوں کو بارش میں بھیگنا اچھا لگتا ہے۔

ے دھیرے ٹھنڈ بڑھنے لگتی ہے اور سردی کا موسم آ جاتا

ہے۔ اس موسم میں سورج کی دھوپ سب سے سہاونی لگتی ہے۔
لوگ اونی کپڑے پہنتے ہیں۔ دھوپ سینکتے ہیں۔ گرم گرم چائے،
کافی پینا پسند کرتے ہیں۔"

"کچھ ماہ بعد ٹھنڈ سے

سکڑے سکھے پتے پیڑوں سے جھڑنے لگتے ہیں۔جگہ، جگہ
بغیر پتوں کے پیڑ نظر آتے ہیں اور زمین کی مٹی کے رنگ میں
جیسے پیلاپن آجاتا ہے اس طرح شروع ہوتا ہے پت جھڑ کا
موسم۔"

”تب آتا ہے بسنت۔ نہ زیادہ گرم نہ زیادہ ٹھنڈ۔ ڈالیوں پر ننھے ننھے نئے پتّے نکلنے لگتے ہیں۔ باغیچوں میں پھولوں کی بہار آ جاتی ہے۔ ہمیں طرح طرح کے چڑیوں، رنگ برنگی تتلیاں اور کیڑے مکوڑے

دیکھنے کو ملتے ہیں۔ اچھا ہے نا!'' اتنا کہہ کر کجری چُپ ہوگئی۔ مُنیا
کو اب سورج کا راز سمجھ میں آنے لگا تھا۔ سورج بھی کیسے کیسے
کھیل کھیلتا ہے!

تھکی ماندی مُنیا ایک کھنڈر کی دیوار پر بیٹھ اِدھر اُدھر دیکھنے لگی۔ اچانک اس نے دیکھا کی دیوار کے ایک طرف جہاں دھوپ تھی، پیڑ پودے ہرے بھرے تھے دوسری طرف، جہاں چھایا تھی اور شاید

وہاں دھوپ نہیں پڑتی تھی، سارے پودے کمزور اور سوکھے تھے۔

مُنیا کو ایک پیڑ پر بیٹھا اُلّو دکھائی دیا۔ مُنیا نے اس سے بھی سورج کے بارے میں وہی سوال کیا۔ اُلّو بڑے بے دلی سے آنکھیں کھولتے ہوئے بُدبُدایا، ''مُنیا، مجھے تو یہ سورج پھوٹی آنکھ نہیں سہاتا۔

اس لئے جب تک سورج آسمان میں رہتا ہے، میں تو یہیں آرام کرنا پسند کرتا ہوں۔ مجھے تو رات ہی اچھی لگتی ہے۔''

شام کا وقت ہو رہا تھا۔ چڑیا اپنے اپنے بسیروں کی طرف لوٹنے لگے تھے۔ مُنیا بھی اپنے گھر کی طرف اڑ چلی۔

سورج کے بارے میں اتنا کچھ جان کر مُنیا خوش تھی۔ ڈھلتے سورج کو دیکھ کر مُنیا کو لگا کہ وہ اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا ہے۔

اپنے پیڑ پر پہنچ کر مُنیا اپنے ساتھیوں کو سب کچھ بتانے کے لئے خوش تھی۔ وہ چِلّا چِلّا کر اپنے تجربے ساتھیوں کو سنانے لگی۔ لیکن چڑیاں چیں چیں کرتی اِدھر اُدھر کود رہی تھیں۔ انہیں مُنیا کی باتیں سننے کی فرصت نہیں تھی۔ مُنیا تھک گئی تھی، پھر بھی خوش تھی۔